

لیے بہت خطرناک ہے۔ یہ بات تو کوئی رافضی شیعہ کہے کہ صحابہ کرام قرآن و سنت کی نصوص کے خلاف ڈٹ جاتے تھے تو اس کو زیبا ہے، لیکن کسی سنی مسلمان کو تو ایسی بات زیب نہیں دیتی۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اگلے شمارہ میں ہم یہ وضاحت کریں گے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس الزام سے بالکل بری ہیں اور یہ بات کہنے والوں کو خود بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔



## کفن پر لکھنا بدعت ہے!

قبر میں شجرہ یا غلاف کعبہ یا عہد نامہ یا دیگر ”تبرکات“ کا رکھنا، نیز مردے کے کفن یا پیشانی پر انگلی یا مٹی یا کسی اور چیز سے عہد نامہ یا کلمہ طیبہ لکھنا ناجائز اور بدعت سیئہ اور قبیحہ ہے۔ یہ خانہ ساز دین، آسمانی دین کے خلاف ہے۔ قرآن و حدیث میں ان افعال قبیحہ پر کوئی دلیل نہیں، بلکہ سلف صالحین میں سے کوئی بھی ان کا قائل و فاعل نہیں۔ یہ بدعتیوں کی ایجادات ہیں۔ اہل سنت ان خرافات و بدعات سے بیزار ہیں، کیونکہ یہ انتہائی جرات مندانہ اقدام دین الہی میں بگاڑ کا باعث ہے۔

ان افعال قبیحہ کے ثبوت پر پیش کیے گئے دلائل کا علمی جائزہ پیش خدمت ہے:

جناب احمد یار خان نعیمی بریلوی رحمہ اللہ (۱۳۲۴-۱۳۹۱ھ) لکھتے ہیں:

قبر میں بزرگان دین کے تبرکات اور غلاف کعبہ و شجرہ یا عہد نامہ رکھنا مردہ کی بخشش کا وسیلہ ہے۔ قرآن فرماتا ہے: وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

(جاء الحق از احمد یار خان نعیمی: ۳۳۶/۱)

اس آیت کریمہ سے عہد نامہ وغیرہ کے جواز پر استدلال کرنا باطل ہے، کیونکہ صحابہ کرام اور ائمہ دین میں سے کسی نے اس آیت کریمہ سے یہ استدلال نہیں کیا۔ لہذا یہ کلام الہی کی معنوی تحریف ہے۔ اس آیت میں بالاتفاق وسیلہ سے مراد نیک اعمال ہیں، جیسا کہ: مفسر قرآن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰-۷۷۴ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وهذا الذى قاله هؤلاء الأئمة، لا خلاف فيه بين المفسرين .

”ان ائمہ نے جو کہا ہے (کہ وسیلہ سے مراد نیک اعمال ہیں)، اس میں مفسرین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔“

(تفسیر ابن کثیر: ۵۳۵/۲)

بعض لوگ تمام مفسرین اور ائمہ اہل سنت کا اتفاق معنی ترک کر کے اپنی مرضی کا معنی لیتے ہیں، لیکن پھر بھی ان کے سنی ہونے میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا، کیوں؟ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (م ۷۹۰ھ) لکھتے ہیں:

فَكُلُّ مَنْ اعْتَمَدَ عَلَى تَقْلِيدِ قَوْلٍ غَيْرِ مُحَقَّقٍ، أَوْ رَجَحَ بَعْضَ مَعْنَى مُعْتَبَرٍ فَقَدْ خَلَعَ الرُّبُقَةَ وَاسْتَنَدَ إِلَى غَيْرِ شَرْعٍ، عَافَانَا اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ بِفَضْلِهِ، فَهَذِهِ الطَّرِيقَةُ فِي الْفُتْيَا مِنْ جُمْلَةِ الْبِدَعِ الْمُحَدَّثَاتِ فِي دِينِ اللَّهِ تَعَالَى، كَمَا أَنَّ تَحْكِيمَ الْعَقْلِ عَلَى الدِّينِ مُطْلَقًا مُحَدَّثٌ .

”ہر وہ شخص جو کسی غیر ثابت شدہ قول کی تقلید پر اعتماد کرتا ہے یا بغیر کسی وجہ کے اسے رائج قرار دے، اس نے (اسلام کی) رسی اتار دی اور شریعت کے علاوہ

کسی اور چیز پر اعتماد کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں ایسے کاموں سے بچائے۔ فتویٰ میں یہ طریقہ اختیار کرنا ان بدعات میں سے ہے، جو اللہ تعالیٰ کے دین میں نکالی گئی ہیں، جیسا کہ عقل کو دین پر حاکمیت دینا مطلق طور پر بدعت ہے۔“

(الاعتصام للشاطبی: ۱۷۹/۲)

نعیمی صاحب دوسری دلیل لکھتے ہیں:

”یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے فرمایا تھا: (اَذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَأَلْقُوهُ عَلَى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا) (سورۃ یوسف: ۹۳) ”میری قمیص لے جا کرو والد صاحب کے منہ پر ڈال دو، وہ انکھیا رے ہو جائیں گے۔“ معلوم ہوا کہ بزرگوں کا لباس شفا بخشا ہے، کیونکہ یہ ابراہیم علیہ السلام کی قمیص تھی، تو امید ہے کہ بزرگوں کا نام مردے کی عقل کھول دے اور جوابات یاد آ جائیں۔“

(جاء الحق از نعیمی: ۳۳۶/۱)

یہ پیغمبر کا معجزہ تھا۔ معجزہ سے شرعی احکام ثابت نہیں ہوتے، نیز سلف صالحین سے یہ بات ثابت نہیں، لہذا یہ دین نہیں۔

یہ کہنا کہ یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قمیص تھی، محض بے دلیل بات ہے، کیونکہ قرآن مجید کی خلاف ورزی ہے۔ آیت کریمہ میں ہے کہ (اَذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا) ”میری قمیص لے جاؤ۔“

نیز فرمایا:

وَجَاءُوا عَلَى قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ. (یوسف: ۱۸)

”وہ (اخوان یوسف) ان (سیدنا یوسف علیہ السلام) کی قمیص پر جھوٹا خون لائے۔“

جناب نعیمی صاحب تیسری دلیل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:  
 ”نبی کریم ﷺ نے اپنا تہبند شریف اپنی بیٹی سیدہ زینب کے کفن میں شامل فرما دیا تھا۔“

(جاء الحق از نعیمی: ۳۳۶/۱)

نبی اکرم ﷺ نے اپنی قمیص بطور تبرک دی تھی اور تبرک آپ ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ خاص تھا، اب کسی اور کو آپ ﷺ قیاس نہیں کیا جاسکتا، جیسا کہ علامہ شاطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَهُوَ أَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ. بَعْدَ مَوْتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ. لَمْ يَقَعْ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ بِالنِّسْبَةِ إِلَى مَنْ خَلَفَهُ، إِذْ لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ فِي الْأُمَّةِ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ)، فَهُوَ كَانَ خَلِيفَتَهُ، وَلَمْ يُفْعَلْ بِهِ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ، وَلَا عُمَرُ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا)، وَهُوَ كَانَ فِي الْأُمَّةِ بَعْدَهُ، ثُمَّ كَذَلِكَ عُثْمَانُ، ثُمَّ عَلِيٌّ، ثُمَّ سَائِرُ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ لَا أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْهُمْ فِي الْأُمَّةِ، ثُمَّ لَمْ يَتَّبِعْ لِوَاحِدٍ مِنْهُمْ مِنْ طَرِيقٍ صَحِيحٍ مَعْرُوفٍ أَنَّ مُتَبَرِّكًَا تَبَرَّكَ بِهِ عَلَى أَحَدٍ تِلْكَ الْوُجُوهُ أَوْ نَحْوَهَا، بَلْ

اِقْتَصَرُوا فِيهِمْ عَلَى الْاِقْتِدَاءِ بِالْاَفْعَالِ وَالْاَقْوَالِ وَالسَّيْرِ الَّتِي  
اَتَّبَعُوا فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهُوَ اِذَا اِجْمَاعُ  
مِنْهُمْ عَلَى تَرْكِ تِلْكَ الْاَشْيَاءِ كُلِّهَا .

”صحابہ کرام نے آپ کی وفات کے بعد آپ کے علاوہ کسی کے لیے یہ  
(تبرک) مقرر نہ کیا، کیونکہ آپ کے بعد امت میں سب سے افضل سیدنا ابوبکر  
صدیق تھے، آپ کے بعد خلیفہ بھی تھے، ان کے ساتھ اس طرح کا کوئی معاملہ  
نہیں کیا گیا، نہ سیدنا عمر نے ہی ایسا کیا، وہ سیدنا ابوبکر کے بعد امت میں سب  
سے افضل تھے، پھر اسی طرح سیدنا عثمان و علیؓ اور دوسرے صحابہ کرام تھے،  
کسی سے بھی باسند صحیح ثابت نہیں کہ کسی نے ان کے بارے میں اس طرح سے  
کوئی تبرک والا سلسلہ جاری کیا ہو، بلکہ ان (صحابہ) کے بارے میں انہوں  
(دیگر صحابہ و تابعین) نے نبی اکرم ﷺ کے اتباع پر مبنی اقوال و افعال اور  
طریقہ کار پر اکتفا کیا ہے، لہذا یہ ان کی طرف سے ترک تبرکات پر اجماع  
ہے۔“

(کتاب الاعتصام للشاطبی: ۸/۲-۹)

مفتی صاحب بطور دلیل شاہ عبدالعزیز کے فتاویٰ کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں:  
”قبر میں شجرہ رکھنا بزرگان دین کا معمول ہے، لیکن اس کے دو طریقے ہیں۔  
ایک یہ یہ مردے کے سینہ پر کفن کے اوپر یا نیچے رکھیں۔ اس کو فقہاء منع کرتے  
ہیں۔ دوسرے یہ کہ مردے کے سر کی طرف قبر میں طاقچہ بنا کر شجرہ کا غذ میں  
رکھیں۔“

(جاء الحق: ۱/۳۳۷)

اگر بزرگان دین سے مراد سلف صالحین، ائمہ محدثین ہیں تو یہ سفید جھوٹ ہے اور اگر احناف مراد ہیں تو وہ قرآن و حدیث اور سلف صالحین کی مخالفت میں ہمیشہ کمر بستہ نظر آتے ہیں۔

اگر کوئی ان ”بزرگان دین“ سے قرآن و حدیث سے دلیل مانگ لے تو کیا جواب ملے گا؟ یہ جسے چاہیں ممنوع ٹھہرا دیں اور جسے چاہیں جائز قرار دیں، جیسا کہ مردے کے سینہ پر کفن کے اوپر یا نیچے شجرہ رکھنا ممنوع قرار دیا اور قبر میں طاقچہ بنا کر رکھنا جائز قرار دیا۔ کیوں؟

جناب احمد یار خان نعیمی گجراتی بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

”میت کی پیشانی یا کفن پر عہد نامہ یا کلمہ طیبہ لکھنا، اسی طرح عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے، خواہ تو انگلی سے لکھا جائے یا کسی اور چیز سے۔ امام ترمذی حکیم بن علی نے نوادر الاصول میں روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من كتب هذا الدعاء وجعله بين صدر الميت وكفنه في رقعة لم ينله عذاب القبر، ولا يرى منكرا ونكيرا.

”جو شخص اس دعا کو لکھے اور میت کے سینے اور کفن کے درمیان کاغذ میں لکھ کر رکھے تو اس کو عذاب قبر نہ ہوگا اور نہ منکر نکیر کو دیکھے گا۔“

(جاء الحق: ۱/۳۳۸)

یہ بدعات کے ثبوت پر دلیل ہے۔ لگتا ہے کہ یہ دلیل ان کو شیطان نے وحی کی ہے، ورنہ نوادر الاصول تو کجا، دنیا جہان کی کسی حدیث کی کتاب میں اس کا ذکر تک نہیں ہے۔

یہ وضعی، بے سند اور من گھڑت روایت ان لوگوں کے ماتھے کا جھومر ہے۔ یہ لوگ دین میں بدعات جاری کرنے اور ان کے ثبوت پر جھوٹی روایات پیش کرنے میں اہل کتاب کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔

نیز ان کو یہ بھی خیال نہیں آیا کہ یہ ان کے اپنے قول کے بھی خلاف ہے، جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب کے پچھلے ہی صفحہ پر ذکر کیا ہے کہ ان کے ”فقہاء“ مردے کے سینہ پر شجرہ یا عہد نامہ رکھنا ممنوع قرار دیتے ہیں۔ اگر نعیمی صاحب کے نزدیک یہ حدیث نبوی ہے تو ان کے ”فقہاء“ جو اس حدیث پر عمل کرنے سے منع کرتے ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟ مفتی صاحب ایک نئی دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”الحرف الحسن (یہ احمد رضا خان صاحب کی تصنیف ہے) میں ترمذی سے نقل کیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی عہد نامہ پڑھے تو فرشتہ اسے مہر لگا کر قیامت تک کے لیے رکھ لے گا۔ جب بندے قبر سے اٹھائے جائیں گے تو فرشتہ وہ نوشتہ ساتھ لاکر ندا کرے گا کہ عہد والے کہاں ہیں؟ ان کو یہ عہد نامہ دیا جائے گا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ

عن طاؤس أنه أمر بهذه الكلمات، فكتب في كفنه .  
(الحرف الحسن)

(جاء الحق از نعیمی: ۱/۳۳۹)

یہ بے سند اور جھوٹی روایت ہے۔ شرعی احکام کی اس پر بنیاد ڈالنا اہل بدعت کا ہی وطیرہ ہو سکتا ہے۔ رہا طاؤس کا قول تو اس کا بھی حوالہ اور سند دونوں نہیں مل سکے۔ اس کے باوجود مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

”عہد نامہ یا کلمہ طیبہ لکھنا، یہ دونوں کام جائز اور احادیث صحیحہ، اقوال فقہاء سے ثابت ہیں۔“

(جاء الحق از نعیمی: ۳۳۶/۱)

وہ احادیث صحیحہ کہاں ہیں؟ اگر بے سند روایات کا نام احادیث صحیحہ ہے تو پھر جھوٹ کسے کہتے ہیں؟

قارئین کرام! آپ نے بدعات کے ثبوت پر دلائل ملاحظہ فرمائیے، اس کے باوجود نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

”میت کے لیے کفن وغیرہ پر ضرور عہد نامہ لکھا جاوے۔“

(جاء الحق از نعیمی: ۳۴۱/۱)

نعیمی صاحب ”فتاویٰ بزازیہ“ سے نقل کرتے ہیں:

”اگر میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھا تو امید ہے کہ اللہ اس کی بخشش کر دے اور اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ امام نصیر نے فرمایا کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ لکھنا جائز ہے اور مروی ہے کہ فاروق اعظم کے اصطل کے گھوڑوں کے رانوں پر لکھا تھا:

حبس فی سبیل اللہ .

(جاء الحق از نعیمی: ۳۴۰، ۳۳۹/۱)

بدعات کے شیدائی دلائل سے تہی دست ہوتے ہیں۔ ”ڈوبتے کو تنکے کا سہارا“ کے مصداق ”مفتی“ صاحب نے کیسی دلیل پیش کی کہ فاروق اعظم کے اصطل کے گھوڑوں کے رانوں پر لکھا تھا۔ یہ کائنات کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ اس کا معتبر حوالہ اور سند پیش کی



جائے۔ پھر بھی کہاں گھوڑوں کے رانوں پر مذکورہ الفاظ لکھنا اور کہاں میت کی پیشانی یا کفن پر کلمہ طیبہ لکھنا۔

انا لله وانا اليه راجعون!



## تین کام چھوڑ دو!

امام میمون بن مہران تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ثلاث ارفضوهن، سب أصحاب محمد صلی اللہ علیہ

وسلم، والنظر فی النجوم، والنظر فی القدر.

”تین کاموں کو چھوڑ دو:

۱۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا بھلا کہنا

۲۔ ستاروں میں (بغرض تاثیر) غور و فکر

۳۔ تقدیر میں غور و خوض

(فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل: ۱۹، وسندہ حسن)

## تعداد رکعات وتر

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز وتر کی ایک، تین، پانچ، سات اور نور رکعات ثابت ہیں۔

ایک رکعت نماز وتر:

ربیع بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: